

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خان پر مشتمل ایک رکنی ٹریبیونل نے شاعتی نگر کے سانحہ (۶ فروری ۱۹۹۷ء) کی تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔ امید ہے کہ سانحہ کے اسباب اور واقعات کے تمام گوشے سامنے آجائیں گے اور ٹریبیونل کی رپورٹ نہ صرف ایسے افسوس ناک واقعات کے سد باب میں معاون ثابت ہوگی، بلکہ شاعتی نگر کو "ماتم نگر" بنانے کے ذمہ دار عناصر اپنے کیے کی سزا سے نہ بچ سکیں گے۔

اس سانحے کی رپورٹنگ میں جہاں غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، وہیں وطن عزیز کے سیکولر-لیبرل طبقے نے ماضی و حال کے اُن قائدین کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو پاکستان کی حکومت و سیاست کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے خواہش مند ہیں۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے شاعتی نگر کے سانحہ کو مقامی تناظر سے الگ تھلک کر کے اس طرح پیش کیا ہے کہ اس کے ڈانڈے عالمی "اسلامی بنیاد پرستی" سے جا ملتے ہیں، اور مقامی سیکولر طبقے کے نزدیک یہ سب کیا دھرا اسلامی جذباتیت کا نتیجہ ہے۔ آخر الذکر طبقے نے اس صورت حال کا ذمہ دار مذہبی طبقہ کو گردانا ہے۔

یہ امر از حد خوش آئند ہے کہ شاعتی نگر کے حادثے پر اسلامی تنظیموں کے رہنماؤں کا رد عمل اتنا بروقت اور صحیح تھا کہ مسیحی برادری نے اس کی تحسین کی ہے۔ پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) کے الفاظ میں "قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی، جن کے نظریات سے اختلاف ممکن ہے، لیکن اُن کا اس موقع پر بروقت بیان حق و انصاف کی بات کرنے والوں کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث بنا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا اجمل قادری اور بعد ازاں مرکزی تنظیم المشائخ کے صدر صاحبزادہ فیض القادری اور دیگر علمائے حق کے بیانات اور اس سلسلے میں اُن کی آسمانی قابل تحسین ہے، اور سب سے بڑھ کر خطیب شاہی مسجد مولانا ڈاکٹر عبدالقادر آزاد کا اس سانحے کے حوالے سے کردار اور انداز بذات خود ہر عالم دین کے لیے قابل تقلید ہے۔ ان علماء اور ان کے رفقاء نے کار نے جس نے دل جمعی اور خلوص قلب کے ساتھ اس سانحہ کے عوامل و عواقب اور علل و علل کی تفتیش و تحقیق کر کے مسیحیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے، اس سے مسیحیوں کی قدرے تالیف قلب ہوئی ہے۔" (اشاعت ۱۶ تا ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء، ص ۳)

مذکورہ حادثے کے نتیجے میں جنم لینے والی تنظیم "مسلم-مسیحی اتحاد" کے رہنماؤں نے واضح کیا

ہے کہ "سانحہ شائستی نگر کے پس پردہ پاکستان دشمن ہاتھ کار فرماتے جن کا مقصد پورے ملک میں مسلم - مسیحی تنازعہ کی آگ بھڑکانا، مسئلہ کشمیر سے دنیا کی توجہ ہٹانا اور پاکستانی ملت کو دہشت گرد کے طور پر پیش کرنا اور عالمی سطح پر پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانا تھا، لیکن مسلم علماء اور مسیحی پادریوں کی بروقت مداخلت کے باعث اس فتنے کو ابتداء ہی میں کچل دیا گیا، اور اب شائستی نگر ایک بار پھر حقیقی معضل میں امن و شائستی کا مرکز بن گیا ہے۔"

مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ "شائستی نگر کے قریب ایک مسجد میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی اطلاع پھیلا کر مسلمانوں میں احتجاج کی کیفیت پیدا کی گئی۔ ہزاروں مسلمانوں کے جلوس لٹے، لیکن تحریک کار اُن سے الگ تھے جن کے پاس ایسا بارود اور دھماکہ خیز مواد تھا کہ فولادی دیواریں بھی پگھل گئیں۔" (روزنامہ "نوائے وقت"، راولپنڈی، ۲۶ فروری ۱۹۹۷ء)

دعا ہے کہ "مسلم - مسیحی اتحاد" میں جو علمائے دین اور مسیحی پادری ایک جا ہوئے ہیں، ان کے درمیان مستقل رابطے رہیں، ایک دوسرے کا نقطہ نظر سنیں اور انسان کے بنائے ہوئے قوانین کے بجائے انسان کے لیے اُس کے خالق کے تجویز کردہ ضابطہ حیات کو برسرِ عمل لانے میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ ماضی میں مسیحی مذہبی رہنماؤں نے وطن عزیز کے بعض جدید تعلیم یافتہ اور سیکولر - لبرل تصور حیات کے داعی افراد کے ساتھ مل کر مسلم - مسیحی اتحاد و تعاون کی باتیں کیں، برائے نام "مکالمے" کا آغاز کیا، مگر ان روابط اور مکالمے سے چندال سود مند نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ ہم نے انہی کاموں میں بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مسیحی مذہبی رہنماؤں اور مسلم عوام کے حقیقی دینی رہنماؤں کے درمیان روابط اور مکالمہ ہی مسائل کے حل کا ضامن ہے۔

